



## سوال

(214) دم مسفوح کے علاوہ کوئی جانور کے تمام حصے حلال ہیں

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نص قرآن: **إِلَّا أَنْ يَكُونَ يَنْتَهَ أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا** (سورة الانعام: 145) بصیغہ حصر بتلاقی ہے کہ حلال مذکورہ حیوانات میں سوائے دم مسفوح کے اور کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کا کھانا ناجائز ہو اور صحاح ستہ میں جو حدیث صحیح کا یہ جملہ ہے کہ **و ما سکت عنہ فعضو اس سے بھی واضح ہے کہ کتاب اللہ نے جس چیز کو ممنوع اور ناجائز نہیں بتایا ہے وہ حلال اور مباح الاکل ہے۔**

آں حضرت ﷺ کے زمانہ میں برابر جانور ذبح ہوتے تھے۔ اور عام خوراک کی گوشت تھی اگر کوئی حشر مکروہ ہوتا تو ضرور محدثین اپنی کتابوں میں اس کو درج کرتے مگر کہیں نہیں ہے۔ مگر در مختار میں ذیل کی حدیث ہے **روى الاوزاعي عن واصل بن ابى حميلة عن مجاهد قال: كره رسول الله صلى الله عليه وسلم من الشاة الذكرا لاشيين والقبيل والغدة والمرارة والمثانة وادلم پس عرض یہ ہے کہ اہل حدیث کے علما سے ملتے ہیں یا نہیں؟ اور اوزاعی جس نے یہ حدیث روایت کی ہے ان کی بھی کوئی کتاب ہے یا نہیں؟ فقہاء کی حدیث قابل عمل نہیں ہے جب تک محدثین کی کتابوں سے ان کا ثبوت نہ ملے**

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی اپے فتویٰ 2/105 میں لکھتے ہیں کہ ظواہر کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ کراہت اس کی حرام مغز کی تنزیہی ہے نہ تحریمی۔ حنفیہ حرام مغز حصیقین مصانہ پتا وغیرہ کی کراہت پر دلیلین پیش کرتے ہیں: **قالنی الحاددی: و الاحرام منها واحد و هو الدم المسفوح لقوله تعالى (حرمت علیکم المیتة و الدم الخ و الباقی من السبعة مکروه لانه مما یستحبہ و ما سوی ذلک مباح علی اصله لان اصله لان الاشیاء الاباحہ انتہی**

لیکن یہ دلیل قابل التفات و اعتبار نہیں کیونکہ جب کسی جانور کو شریعت نے حلال و مباح کر دیا تو اس کے سارے اجزا ہمارے لئے حلال و طیب ہیں اور اس کی کوئی چیز حرام وغیرہ طیب نہیں۔ ہاں جس جزا اور حصہ کو خود شریعت نے حرام یا مکروہ بتلایا ہے وہ بلاشبہ حرام یا مکروہ ہوگا اور ہمارے نفوس اور طبائع کا بعض اجزا کو مکروہ و نجیث سمجھنا کوئی چیز نہیں کہ نفوس یا مکروہ بتلایا ہے وہ بلاشبہ حرام یا مکروہ اور حرمت اور کراہت و اباحت کے معاملہ میں انسانی نفوس و طبائع کو مرجع نہیں قرار دیا اور نہ ہم کو اس کی اجازت دی کہ جس چیز کو ہمارے طبیعتیں نجیث خیال کریں تو اس چیز کو ہم شرعاً حرام یا مکروہ سمجھیں۔

دوسری دلیل مجاہد کی وہ روایت ہے جو سوال میں درج ہے لیکن یہ دلیل بھی علماء حدیث کے نزدیک قابل اعتبار دو وجہ سے طبیعتیں خیال کریں تو اس چیز کو ہم شرعاً حرام یا

مکروہ سمجھیں۔

دوسری دلیل مجاہد کی وہ روایت ہے جو سوال میں درج ہے لیکن یہ دلیل بھی علماء حدیث کے نزدیک قابل اعتبار نہیں دو وجہ سے اورل: اس حدیث کو امام ابو داؤد نے اپنی مراسیل میں روایت کیا جس کے الفاظ یہ ہے۔ (عن مجاہد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کرہ من الشاة سباعا المشانہ والغدة والذکر والحیاء والاثینین) (کتاب المراسیل ص 45) اور حدیث مرسل کے قابل استدلال ہونے میں علمائے سلف کا اختلاف مشہور ہے۔

علماء اہل حدیث کے نزدیک راجح یہ ہے کہ حدیث مسرسل حجت نہیں۔ امام شافعی بعض صورتوں میں اس کو حجت مانتے ہیں۔ چنانچہ امام نووی مقدمہ شرح المہذب میں لکھتے ہیں: **قال الشافعی واجتہد برسل کبار التابعین اذا سئل من جہت اخري اور سلہ من اخذ عن غیر رجال الاول او وافق قوله الصحابي وافتی اکثر العلماء بمقتضاه ل (قواعد التحدیث 120)** درحقیقت یہ ہے کہ ان صورتوں میں کوئی صورت بھی مجاہد کی اس مرسل روایت کے بارے میں متحقق نہیں پس حدیث مرسل کے بارے میں جن علماء امت نے اعتدال اور تفصیل کی راہ اختیار کی ہے ان کے نزدیک بھی یہ روایت قابل احتجاج نہیں ہوگی۔

(2) اس مرسل روایت کی پوری سند ہمارے سامنے نہیں ہے معلوم نہیں کہ اس کی سند کیسی ہے؟ اور جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے ایسی حدیث سے کی چیز کی حرمت اور اکراہت نہیں ثابت کی جاسکتی۔ خلاصہ یہ کہ دونوں دلیلیں کراہت کی ناقابل اطمینان ہیں اور دم مسفوح کے علاوہ حلال جانور کی کی چیز کی حرمت یا کراہت کسی صحیح یا مرفوع روایت سے ثابت نہیں اور آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ **وما سکت عنہ عضو (ابو داؤد وغیرہ) پس حلال جانور کے تمام اجزاء علاوہ دم مسفوح حلال اور مباح ہیں۔**

عبدالرحمن بن عمر الاوزاعی المتوفی 185ھ ملک شام کے بعت بڑے امام اور مجتہد فقیہ اور محدث تھے۔ ستر ہزار مسائل اور استفتا کے جواب دیئے۔ ان کی کوئی کاب نہیں البتہ ان کے بعض رسائل کا ذکر کیا جاتا ہے جو دنیا سے ناپید ہو گئے ہیں۔ بے شک فقہاء کے کتابوں میں درج حدیث قابل اعتبار نہیں جب تک کہ ان کے سند نہ معلوم ہو جائے خواہ یہ فقہاء کتنے ہی جلیل القدر کیوں نہ ہوں **قال علی القاری فی رسالۃ الموضوعات ص: طبع القسطنطنیہ: حدیث من قضی صلوتہ من الفرائض فی آخر جمعة من رمضان کان جار لکل صلوة فانتہ فی عمرہ الی سبعین منہ باطل قطعاً والاعبرة وعلا عبرة بنقل صاحب النہایہ وغیرہ من بقیۃ شرح الہدایۃ فانہ لیسوا من المحدثین والاسناد والحدیث الیٰ احد من المخرجین انتہی**

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

## فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔ کتاب الاضاحی والذباح

صفحہ نمبر 414

محدث فتویٰ